Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:1 (1997)

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتب:	زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری(۱)
مصنف:	محمد نذیر رانجھا
ناشر:	شعبہ نشرواشاعت دارالمبلغین شرقپور
سن طباعت:	۱۹۹۵ء
صفحات:	۷۶
تبصرہ نگار:	ڈاکٹر شیر محمد زمان☆

حضرت شیر ربانی جناب میاں شیر محمد شرقپوریؒ صرف ایک صاحب دل بزرگ اور ولی و صوفی عصر ہی نہیں تھے بلکہ علمیت اور علم دوستی میں بھی انہیں مقام امتیاز حاصل تھا۔ جناب محمد نذیر رانجھا کی اس کتاب پر تبصرے کا آغاز حضرت شرقپوری علیہ الرحمہ کی اس علم دوستی کی چند مثالوں سے کرنا بے محل نہ ہو گا۔

۱۔ جناب ابوالبرکات امام علی شاہ نقشبندی مکان شریفی (م ۱۲۸۲ھ)(۲) کی فارسی تالیف "مراۃ المحققین" ان کے مرشد حضرت سید حسین شاہ نقشبندی المعروف بھورے والا (متوفی ۱۲۴۴ھ) کے احوال و ملفوظات پر مشتمل ہے۔ شیرربانیؒ کے ارشاد کے تعمیل میں مولوی غلام رسول نقشبندی نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور حضرت میاں صاحب نے اسے شائع فرمایا۔ سرورق کے دو صفحات کی خطاطی خود حضرت نے فرمائی جو آپ کی خوشنویسی کا مبارک نمونہ ہے۔ کتاب کے شروع میں مترجم کی ایک نظم ہے جس کے ہر بیت کے حرف آغاز کو ملاتے جائیں تو حضرت کا اسم سامی "مولوی شیر محمد" بنتا ہے۔ (مطبوعہ مطبع کریمی لاہور)

۲۔ اس سے بھی فزوں تر علمی خدمت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی شہرہ آفاق کتاب

☆ چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل۔ اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

"ذخیرۃ الملوک" کا اردو ترجمہ "منہاج السلوک"(۳) تھا جو آپ کی فرمائش پر حضرت اللہ بخش تونسویؒ کے ایک متوسل اور شرقپور میں بحیثیت مدرس اقامت گزین مولوی غلام قادر صاحب نے کیا۔ ۳۱۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوئی(۴)۔ حضرت صاحب کو اپنے نام کا کتاب میں اندراج پسند نہیں تھا' مترجم نے یہ تدبیر کی کہ شروع میں دو نظمیں شامل کیں پہلی نظم کے سات ابیات میں سے ہر بیت کے پہلے حرف کو جوڑتے چلے جانے سے آپ کا نام "شیر محمد" اور دوسری نظم کے پہلے ۲۰ اشعار میں سے ہر ایک کے مصرعہ اولیٰ کا حرف اول اخذ کر لینے سے آپ کا نام و نسبت "مولوی شیر محمد شرقپوری" برآمد ہوتے ہیں۔ آخری بیت سے تاریخ تالیف (۱۳۳۳ھ) نکلتی ہے۔

۳۔ تصوف کی معروف عربی کتاب "حکایات الصالحین" کا اردو ترجمہ مشتمل بر ۹۰۰ صفحات بھی "مجالس المحسنین" کے نام سے آپ کے اہتمام کی بدولت شائع ہوا۔

صاحبزادہ جمیل احمد صاحب نے اس روایت مبارکہ کو زندہ رکھتے ہوئے مکتبہ نور الاسلام کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرما کر درجنوں کتابیں شائع فرمائی ہیں جو بالعموم صوفیہ نقشبند اور بالخصوص حضرت شیر ربانیؒ کے سوانح و آثار و ملفوظات کے موضوع پر ہیں۔ اسی ادارہ کے زیر نگرانی ماہنامہ "نور الاسلام" (اردو) شرقپور شریف سے شائع ہوتا ہے جس کے خصوصی شمارے امام اعظمؒ نمبر اور حضرت مجدد الف ثانی نمبر (اولیائے نقشبند نمبر)(۵) امتیازی شہرت کے حامل رہے ہیں۔

محمد نذیر رانجھا صاحب نے حضرت شیر ربانیؒ کا یہ مختصر تذکرہ فارسی زبان میں مرتب کرنے کا بیڑا کیوں اٹھایا' اس کا مختصر جواب تو ہمیں صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب کی پیش گفتار (ص ۵-۷) سے مل جاتا ہے۔ اولاً اس مختصر پیش لفظ میں صاحبزادہ صاحب نے حضرت شیر ربانیؒ کی سیرت اور مشن کو پانچ سطروں کے ایک پیراگراف میں بحسن ایجاز بیان کر دیا ہے۔ آیہ کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۳:۳۱) کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

"ممدوح ما حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ایں نکتہ ہمی را نیک فہمید و اتباع سنت را پیکر بود' او نہ تنہا خودش اتباع سنت مطہرہ را لازم گرفت' دیگراں راھم بایں مراد تلقین فرمودہ۔ ایں تلقین گاہے بطریق جلال بود و گاھے بطریق جمال۔ ولے تمنائے دلی او بود کہ ہمہ مسلمانان بہ صمیم قلب پیروی سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را بعدہ خود گیرند" (ص ۶)

پھر مادہ پرستی کے اس دور میں اہل اللہ کی سیرت کے مطالعہ کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"دریں عصر کہ عصر سائنس و تکنولوجی ہست سوانح مبارک اولیای حق یک منارہ نور میباشد۔ ایں امر لازم را احساس کردہ شد کہ نژاد نو رابہ زندگانی حضرت ممدوحؒ معرفی شود تا ازعان منطقی و فلسفی جدید...... از روح اسلام آشنا شوند و مقام و مرتبہ ی شارح اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را بشاسند و دین مستقیم اسلام را رہبر و رہنمای خود ساختہ در دین و دنیا کامرانی می جویند"

(ص ۷)

حضرت میاں صاحبؒ کی بعض اردو و پنجابی سوانح کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"برای ایں مقصود مجلات متعددی بزبان اردو و پنجابی نوشتہ شدہ و انتشار یافتند مثل خزینہ معرفت(۶)، انقلاب الحقیقت (۷)، تذکرہ(۸)، اولیای نقشبند المعروف شیر ربانی، آفتاب ولایت(۹)، ذکر محبوب(۱۰))، خطبات شیر ربانیؒ (۱۱)، و منبع انوار(۱۲)، وغیران (۱۳)۔ (ص ۷)

پھر اس سوال کا جواب آتا ہے جو ہم نے ابھی ابھی اٹھایا تھا۔ رقمطراز ہیں۔

"بندہ را یک آرزوئے دیرینہ بود کہ بزبان انگلیسی، فارسی، و عربی ہم چند کتب طبع شوند کہ فیوض و برکات ایں ولی کامل...... رابخوانندگان ایں زبانہای خارجی معرفی شود..... الحمدللہ کہ آقای محمد نذیر رانجھا ایں کتاب را بزبان فارسی نوشتہ تمنای مرا عملی ساخت" (ص ۷)

ظاہر ہے حضرت میاں صاحب قدس سرۃ العزیز کا یہ مختصر فارسی تذکرہ جو اس تبصرہ کا عنوان ہے، اس موضوع پر پہلی تصنیف نہیں ہے۔ صاحبزادہ جمیل احمد صاحب نے پیش گفتار میں چند مولفات کا ذکر کیا ہے۔ خود مولف کتاب نے ص ۴۷ پر "مآخذ" کے عنوان کے تحت سات مصادر کا ذکر کیا ہے جن میں متذکرہ صدر مولفات کے علاوہ تذکرہ حضرت سید میرجان کابلی نقشبندی مجددی از میاں اخلاق احمد (لاہور، ۱۹۸۸)، اور میاں جمیل احمد صاحب کی تالیف مختصر حالات حضرت شیر ربانی و حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپور بھی مذکور ہیں۔ سردار علی احمد خاں کی مرتبہ انگریزی تالیف The Naqshbandis (شرقپور، ۱۹۹۲ ط ۔ ۲) میں آخری دو مضامین بالترتیب خالد بشیر اور غلام سرور نقشبندی کے قلم سے میاں شیر محمد صاحب اور میاں غلام اللہ

صاحب پر ہیں۔ تاہم ۳۰۰ صفحات کی اس کتاب کا بیشتر حصہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے فلسفہ پر مشتمل ہے۔ جس میں پروفیسر خلیق احمد نظامی جیسے فضلاء کے مضامین بھی شامل ہیں۔ مزیدبراں اس ضمن میں انجمن شیر ربانی جڑانوالہ کی شائع کردہ تذکرہ شیر ربانی و مسلک شیر ربانی اور گل محمد گلزائی کی پشتو تالیف یوچمن گنجیے دو گلونہ کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے۔

رانجھا صاحب کی کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ۷۶ صفحات کے مختصر دامن میں دس ابواب پر منقسم شیرربانی کی حیات مبارکہ کے سبھی اہم پہلوؤں کو بڑے سلیقے کے ساتھ سمیٹ لیا گیا ہے۔ احوال خانوادہ' ولادت و طفولیت اور آموزش و پرورش' بیعت اور سر روحانی' اتباع سنت اور ارشاد و تبلیغ' کشف و کرامات' سفر آخرت اور جانشین' تعمیر مساجد اور اشاعت کتب دینی میں عملی سرگرمی' ابیات و ملفوظات و واردات قلبی اور خلفاء محترم سبھی موضوعات کا اجمالی مگر جامع جائزہ لیا گیا ہے۔ ترک سنت پر حضرت میاں صاحب کی اپنے برادر خالہ زاد اور وقت کی مقتدر شخصیت میاں محمد شفیع کو تہدید کا ذکر ہے (ص ۳۲)۔ حضرت اقبال کی شرقپور میں حاضری کی حکایت بھی موجود ہے (ص ۳۴-۳۵)۔ ایسے اہم تاریخی واقعات کے بیان میں حوالہ و سند کا فقدان کھٹکتا ہے۔

تاہم زیر تبصرہ تصنیف کی انفرادیت صرف اس پہلو سے ہی نہیں کہ یہ فارسی زبان میں حضرت میاں صاحب پر پہلی تصنیف ہے بلکہ کسی مبالغہ کے بغیر خالصتہ معروضی انتقاد کی روشنی میں اسے میاں صاحب کی سوانح حیات پر ایسی مختصر اور نہایت جامع کتاب قرار دیا جا سکتا ہے جس کی افادیت کے پیش نظر اس کے اردو اور انگریزی ترجمہ کی اشاعت بھی ایک اہم علمی خدمت ہو گی۔ محمد نذیر رانجھا صاحب پہلے ہی ایک متواضع مگر بے حد محنتی' اور باصلاحیت محقق کی حیثیت سے استناد حاصل کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں اس ضمن میں ان کی مولفات "کنزالعلم والعمل" (اسلام آباد' عتیق پبلشنگ ہاؤس' ۱۹۹۴ء) اور احادیث کے اردو تراجم (کنایات) (اسلام آباد' مقتدرہ قومی زبان' ۱۹۹۵ء) بطور مثال پیش کی جا سکتی ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کی "شرح مثنوی معنوی" (از شاہ داعی اللہ شیرازی) اور اسی شارح کی "نسائم گلشن" (شرح گلشن راز) جیسی وقیع کتب بھی رانجھا صاحب کی تصحیح و پیشگفتار' (تحقیق و تقدیم) کے ساتھ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' اسلام آباد کے زیراہتمام اشاعت پذیر ہو چکی ہیں (۱۹۸۵' ۱۹۸۷)۔ زیر نظر کتاب ان کے علمی قدوقامت میں مزید اضافہ کا باعث ہو گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

حواشی

۱۔ شرقپور، شعبہ نشرواشاعت دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ص ۷۶۔

۲۔ شیرربانیؒ کے مرشد بابا امیرالدین نقشبندی انہی کے سلسلہ ارادت میں داخل تھے اور ان کا مختصر پنجابی رسالہ بعنوان "چشمہ فیض معرفت" اپنے شیخ جناب امام علی شاہ کے مناقب میں ہی ہے۔

۳۔ یہ ترجمہ غالباً "**ذخیرۃ الملوک**" کے سب سے پہلا اردو ترجمہ تھا۔ حال ہی میں اس معرکہ آرا کتاب کے کم از کم دو اور تراجم شائع ہوئے ہیں۔

(۱) مترجم محمد ریاض قادری، "**محاسن السلوک**" (لاہور، قادریہ بکس ۱۹۸۶/۱۴۰۶)، ص ۳۸۸

(۲) مترجم مولانا صدرالدین الرفاعی الجددی (مرحوم) "**صحیفہ السلوک**" (راولپنڈی، مدنی پبلیکشنز، ۱۹۸۷ء)، ص ۴۵۴۔

۴۔ ۱۹۸۷ء میں یہی ترجمہ بک سنٹر راولپنڈی کی طرف سے ۱۳ صفحات پر مشتمل مقدمہ سمیت شائع ہوا۔ مترجم کا اصل پیش لفظ بھی شامل اشاعت ہے۔ جس میں شیر ربانی کی اس کارخیر کے لئے حوصلہ افزائی کا ذکر تصریحاً" موجود نہیں مگر اشارۃ" یہ کلمات (اور آخری دو نو منظومات) اس پر شاہد ہیں۔ "یہ عاجز..... جب یہ ترجمہ لکھ رہا تھا تو ایک امداد غیبی دائیں طرف ہمراہ ہوتی تھی جو حضور کے زبان فیض ترجمان سے بیان ہوتا تھا، اسی طرح لکھتا رہا ورنہ امیر صاحب کی کتاب کا مترجم ہونا کوئی مترجم کی لیاقت پر نہیں ہے۔ ایک اولیاء اللہ کی امداد غیبی اور وسیلہ لاریبی کا نتیجہ ہے کہ یہ ترجمہ حد اختتام تک پہنچ گیا۔" (ص ۳، ایڈیشن ۱۹۸۷) آخر کتاب میں مولوی شیر محمد صاحب شرقپوری کے ایک مرید و معتقد مولوی محمد عبداللہ خوشنویس کی قطعہ تاریخ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

۵۔ حصہ اول و دوم و سوم (جنوری و فروری ۱۹۸۸/جمادی الاخری و رجب ۱۴۰۸ھ)، جلد ۳۳ (۱-۲)، ص ۳۲۱، ۵۲۰، ۳۲۸)

۶۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری، فیصل آباد، ۱۹۸۸ء

۷۔ صاحبزادہ محمد عمر سجادہ نشین بیربل شریف "**دستور تصور المعروف بہ انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت المعروف مصباح السالکین فی ذکر محبوب الواصلین**"" لاہور، آفتاب عالم پریس، ۱۳۴۹ھ (؟)۔

۸۔ محمد امین شرقپوری، "**تذکرہ اولیائے نقشبندی المعروف بہ سیرت پاک شیرربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری**" ۱۹۸۸/۱۴۰۸ھ، ص ۵۴۲۔

۹۔ از احمد علی شرقپوری

۱۰۔ از ملک حسن علی جامعی مرحوم' ان کی ایک اور تالیف **حیات جاوید** بھی اسی موضوع پر ہے۔

۱۱۔ از میاں محمد سعید شاد

۱۲۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری "**منبع انوار' حالات و واقعات اعلی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری**" شرقپور شریف' مکتبہ نور اسلام' اکتوبر ۱۹۹۲ء (ط ۲)' ص ۹۸

۱۳۔ مثلاً فضل احمد مونگہ شرقپوری "**حدیث دلبراں**" شرقپور' ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء' ص ۳۳۸' محمد شریف نقشبندی' کرامات شیر ربانی۔

****